قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعرات 24 دسمبر 2020ء | 07 جمادی الاولیٰ 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:304

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ

(حٰمٓ السجدۃ: 34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔ بعض دفعہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے مجھے خط آجاتے ہیں کہ آپ کی جماعت کی نیکی کی تو بڑی شہرت سنی ہے اور آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں سے اچھے ہیں، لیکن فلاں احمدی نے مجھے اس طرح دھوکہ دیا ہے، میرا حق اُس سے دلوایا جائے۔ تو ایک احمدی کا ایک عمل، ایک فعل، پوری جماعت کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کی پاتال تک سے واقف ہے جس طرح وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے کوئی اور نہیں جان سکتا ہے، اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دعوتِ الی اللہ کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجا لائے اور یہ اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار بنتا ہوں یا بننے کی کوشش کروں گا۔ مجھ پر مسلمان ہونے کا احمدی ہونے کا صرف Label نہیں لگا ہوا۔ بلکہ میں خدا تعالیٰ کے احکامات کو کامل فرمانبرداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہوں اور ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو دعا اور صدقات کا قائل ہو۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 195) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- نغمۂ واقفینِ نو (منظوم)
- تعارف سورۃ المؤمن
- تبرکات حضرت میر محمد اسحاق
- تعارف صحابہ کرامؓ

فرمانِ رسول ﷺ

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

جو کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ سنۃ حسنۃ۔۔۔ الخ حدیث 6804)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

بخدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من اختار الغزو بعد البناء حدیث 2942)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

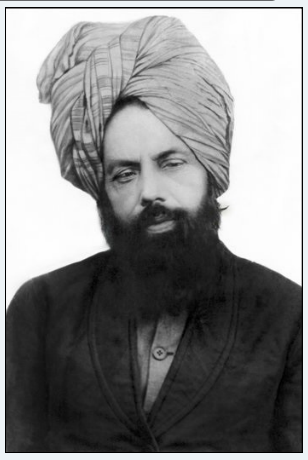

تبلیغ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

مبلغین کی ضرورت کے حوالہ سے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 682 ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یورپ وغیرہ میں تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان ممالک میں جانا ایسے لوگوں کا کام ہے جو ان کی زبان سے بخوبی واقف ہوں۔ اور ان کے طرزِ بیان اور خیالات سے خوب آگاہ‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 684 مطبوعہ ربوہ)

یہ وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اب وقت تنگ ہے۔ مَیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اِس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہوگا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔ نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بنادے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اُس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 263-264۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

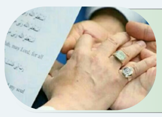

دربارِ خلافت

میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور آپ کے لئے غیرت کی چند اور مثالیں جو روایات ہیں بچوں کی اور دوسری پیش کرتا ہوں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جو آپ کے منجھلے بیٹے، دوسرے بیٹے تھے فرماتے ہیں کہ: ''یہ خاکسار حضرت مسیح موعود کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں۔ مگر مَیں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے مَیں آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلّی نہ آ گئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُوواں رُوواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا''۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 27-26)

پھر ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ: ''ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آ کر سنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے دیکھا اور اس وقت آپ مسجد میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مَیں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا''۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے۔ صفحہ 23-22)

بقیہ صفحہ 3 پر

نغمۂ واقفینِ نو

دلوں کو جیتنے کے دِن ہمارا اَب نصیب ہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو کہ منزلیں قریب ہیں
بہارِ جاں فِزا سے ہم سجائیں گُل سِتانِ نو
زمیں کے باسیوں کو دیں سجا کے ارمغانِ نو
جبینِ وقتِ نو پہ ہم لکھیں گے داستانِ نو
بتا رہا ہے وقت یہ ہمیں تو اب ادیب ہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو کہ منزلیں قریب ہیں
بڑھی ہوئی ہے تِیرگی ڈرے ہیں سب ہجر شجر
ہیں مہروماہ بھی زردرنگ نجومِ شب ہیں دربدر
سُکون و امن دینگے ہم پِھرینگے ہم نگر نگر
جلائیں ہم چراغِ نو کہ سائے بھی مہیب ہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو کہ منزلیں قریب ہیں
ہمِیں ہیں پاسبانِ نو جُہاں میں ہم یقین ہیں
قلم کی شان ہم سے ہے قلَم کے ہم امین ہیں
کٹارِ بے اماں پہ ہم جَڑے ہوئے نگین ہیں
جہانِ نو ہمیں سے ہے جہاں کے ہم نقیب ہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو کہ منزلیں قریب ہیں
ہر اِک طرف ہیں ظُلمتیں پنپ رہی ہیں کُلفتیں
ہیں درد و غم کی کثرتیں کریں گے دور حسرتیں
مٹیں گی جگ سے نفرتیں ہمیں عزیز اُلفتیں
یہ بات کہہ رہے ہیں وہ خُدا کے جو حبیب ہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو کہ منزلیں قریب ہیں
دلوں کو جیتنے کے دِن ہمارا اَب نصیب ہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو کہ منزلیں قریب ہیں

کلام پروفیسر کرامت راج۔ملٹن۔ کینیڈا

آج کی دعا

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنْ غَمِّیْ (تذکرہ صفحہ نمبر 79)

ترجمہ: اے میرے خدا! مجھ کو میرے غم سے نجات بخش۔ (یہ الہام آپکو 1883 میں ہوا)

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَاَعْطَانِیْ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِیْنَ۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 176)

ترجمہ: تو کہہ کہ تمام تعریف اللہ کو ہے جس نے مجھ سے غم دور کر دیا۔ اور مجھے وہ کچھ دیا جو تمام مخلوقات میں سے اور کسی کو نہیں دیا۔ (یہ الہام آپکو 1893 کو ہوا)

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کی غم سے نجات پانے کی الہامی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالی کے فضل سے جماعتِ احمدیہ پر حضرت مسیحِ موعودؑ کا ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپؑ نے ہمیں دعاؤں کے خزائن عطا فرمائے ہیں۔ ان میں وہ دعائیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ نے خود آپؑ کو سکھلائیں۔ مختلف زبانوں میں یہ دعاؤں کے خزینے ہمیں نثر و نظم دونوں میں ملتے ہیں۔ آپ اپنی پیاری جماعت کے حق میں دعا کرتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ تیرا یہ آستانہ
میرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا
یہی امید ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

مترجم: ابوسلطان

تعارف سورۃ المؤمن (40ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 86 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورۃ سے ان سورتوں کا گروپ شروع ہوتا ہے جن کا آغاز ایک جیسے حروف مقطعات یعنی حٰم سے ہوتا ہے اور جن سب سورتوں کا آغاز قرآنی وحی کے مضمون سے ہوتا ہے۔ اور یہ سب سورتیں ایک ہی دور کی ہیں۔ حضرت ابن عباس اور عکرمہ سے مروی ہے کہ ان تمام سورتوں کا نزول اس مکی دور میں ہوا جب اسلام پر ظلم و تعدی کی انتہا ہو رہی تھی اور مخالفت شدید اور منظم شکل اختیار کر چکی تھی (آیات 56 تا 78)۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن آپکی جان کے دشمن ہو چکے تھے۔ (آیت 29)

گزشتہ سورت کے اختتام پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس یقین دہانی کے ساتھ تسلی دی گئی تھی کہ بہت جلد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا ظلمت اور گمراہی کی طاقتوں کا قلع قمع کر دیا جائے گا۔ بت پرستی عرب سے مٹ جائے گی اور سارا الملک (عرب) خدا کی حمد سے گونج اٹھے گا موجودہ سورت کا آغاز اس اعلان سے ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ جو غالب اور بلند شان والا ہے اس نے قرآن کریم کو اس غرض سے نازل کیا ہے کہ خدا کی عظمت اور جلال دنیا میں قائم ہو اور شرک کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے۔

مضامین کا خلاصہ

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے اس سورت کا آغاز اس یقینی اعلان سے ہوا ہے کہ وہ وقت آپہنچا ہے کہ جب حق، باطل کے مقابل پر فتحیاب ہوگا اور نیکی بدی پر اور خدا کی حمد کے گیت ایسی سرزمین پر گائے جائیں گے جہاں بت پرستی عام تھی۔ یہ عظیم الشان تبدیلی قرآن کریم کے ذریعہ سے برپا ہوگی۔ حق کے دشمن اپنا پورا زور لگائیں گے اور اپنے اثر و رسوخ اور مضبوط وسائل کو پوری طرح بروئے کار لائیں گے تا کہ اسلام کے نرم و نازک پودے کو پنپنے سے پہلے ہی دبا دیں۔ لیکن وہ اپنے بد ارادوں اور مکروں میں ناکام ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتایا گیا ہے کہ کفار کی بڑی طاقت اور غیر معمولی مادی وسائل سے ہرگز خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ ان کا مقدر بد انجام ہے۔ پہلے بھی قومیں گزری ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں اور ان کے مشن کو ختم کرنا چاہا لیکن خدا کی سزا نے ان کو آلیا۔ ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن بھی سزا کی گرفت میں ہوں گے۔

پھر اس سورت (المؤمن) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بدانجام کی مثال دے کر بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا جب فرعون نے موسیٰ کی دعوت حق کو جھٹلایا تو اسی کی قوم کے ایک آدمی نے ایک مدلل اور زور آور تقریر کی اور اپنی قوم کو نصیحت کی کہ ایک ایسے آدمی (حضرت موسیٰ) کو قتل نہ کریں جس کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اپنے دعویٰ کی دلیل میں نہایت مضبوط ثبوت بھی دیتا ہے۔ وہ (آدمی) انہیں تنبیہ کرتا ہے کہ اپنی دولت، طاقت اور دنیاوی وسائل کے گھمنڈ میں نہ رہیں کیونکہ یہ سب چیزیں فانی ہیں لیکن اس (آدمی) کی مخلصانہ نصیحت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے فرعون اس پر تمسخر کرتا ہے۔

پھر اس سورت میں ناقابل تردید الٰہی قانون کا ذکر کیا گیا ہے کہ خدا کی مدد اور نصرت ہمیشہ اس کے رسولوں اور مومنوں کے شامل حال ہوتی ہے اور ناکامی اور مایوسی آخری وقت تک کفار کا پیچھا کرتی ہے۔ لیکن یہ الٰہی قانون ہر نبی کے دور میں جاری رہا اور اس کا بھرپور اظہار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں ہوگا۔ پھر کفار کو بتایا گیا ہے کہ ان کے پاس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں ہے آپ کی بعثت کوئی نئی بات نہیں ہے۔

جس طرح مادی دنیا میں دن رات کے بعد آتا ہے اسی طرح روحانی بیداری عالم روحانیت میں اخلاقی تنزل کے بعد آتی ہے۔ جیسا کہ دنیا روحانی طور پر مردہ ہو چکی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تا کہ اسے زندہ کریں۔ اس سورت کا اختتام اس مضمون پر ہوا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے انسان کی مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مناسب سامان مہیا کیا ہے تو کیونکر وہ انسان کی روحانی ضروریات کو نظرانداز کرتا۔ یہ سامان خدا تعالیٰ زمانہ قدیم سے مہیا کرتا چلا آیا ہے۔ اس نے اپنے رسول اور نبی اس دنیا میں بھیجے جنہوں نے انسانوں کو ان کے رب اور خالق کی طرف بلایا۔ مگر ناشکری اور جہالت کے باعث گمراہی میں پڑے ہوئے لوگوں نے ہر دور میں الٰہی پیغام کو جھٹلایا اور خدا کی ناراضگی مول لی۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

اسماعیل علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواریں کھڑی کرتے ہوئے دعا کی اور ایک عظیم نبی کے برپا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ نبی جو آیات پڑھ کر سنائے، کتاب اور حکمت سکھائے اور نفوس کو پاک کرے تو اس دعا سے پہلے اپنے لئے اور اپنی ذریت کے لئے بھی یہ دعا مانگی کہ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا (البقرۃ: 129) کہ اے ہمارے ربّ! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریق بتا۔

پس عبادت کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا جس کے لئے انبیاء آتے ہیں اور جس کے لئے آنحضرت ﷺ انسانِ کامل اور اوّل المسلمین تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور حکمت کی باتوں کی سمجھ اس وقت آتی ہے جب نفس میں پاکیزگی ہو۔ اور نفس کی پاکیزگی اس وقت آتی ہے جب عبادت کے اسلوب آتے ہوں، جب خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے اور اس عبادت کے طریق سکھائے جو اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 9 اپریل 2010ء)

بقیہ: دربار خلافت ...... از صفحہ 2

تو یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت آپ کو۔ یہ کھوکھلے نعرے، دعوے اور تحریریں نہیں تھیں۔ آج مخالف اٹھ کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کر رہے ہیں۔ آج اگر اس مقام کو کسی نے پہچانا ہے اور اس کو بلند کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی غیرت رکھی ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی غیرت کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میری عمر اس وقت 17 سال کی تھی کہ کسی جلسہ میں بھیجا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک وفد کی صورت میں۔ فرمایا میری عمر اس وقت 17 سال کی تھی مگر وہاں مخالفین نے کچھ باتیں کیں۔ فرمایا کہ مَیں اس بدگوئی کو سن کر برداشت نہ کر سکا اور مَیں نے کہا کہ میں تو ایک منٹ کے لئے بھی اس جلسہ میں نہیں بیٹھ سکتا، مَیں یہاں سے جاتا ہوں۔ اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی مجھے کہنے لگے کہ مولوی صاحب تو یہاں بیٹھے ہیں اور آپ اٹھ کر باہر جا رہے ہیں۔ اگر یہ غیرت کا مقام ہوتا تو کیا مولوی صاحب کو غیرت نہ آتی۔ مَیں نے کہا کچھ ہو مجھ سے تو یہاں بیٹھا نہیں جاتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ سخت کلامی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ وہ کہنے لگے آپ کو کم سے کم نظام کی تو اتباع کرنی چاہئے۔ مولوی صاحب اس وقت ہمارے لیڈر ہیں اس لئے جب تک وہ بیٹھے ہیں اس وقت تک نظام کی پابندی کے لحاظ سے آپ کو اٹھ کر باہر نہیں جانا چاہئے۔ ان کی یہ بات اس وقت کے لحاظ سے مجھے معقول معلوم ہوئی اور میں بیٹھ گیا۔ جب یہ وفد واپس قادیان پہنچا اور حضرت اقدس کی خدمت میں اس جلسہ کی رپورٹ پیش کی تو حضور کو اس قدر رنج پہنچا کہ الفاظ میں اسے بیان کرنا مشکل ہے۔ جو صحابہ اس موقع پر موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کی زبان فیض ترجمان سے بار بار یہ الفاظ نکلتے تھے کہ ’’تمہاری غیرت نے یہ کیسے برداشت کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گالیاں سنتے رہے۔ تم لوگ اس مجلس سے فوراً اٹھ کر باہر کیوں نہ آ گئے‘‘۔ (حیات نور صفحہ 308) تو یہ ہے آپ کی تعلیم، آپ کے دلی جذبات اور آپ کا عملی نمونہ آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہونے کا اور آپ کی خاطر غیرت دکھانے کا۔

یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں ورنہ بے شمار مثالیں ہیں۔ اور یہی نمونے قائم کرنے کی آپ نے اپنی جماعت سے امید رکھی ہے۔ اور نصیحت فرمائی ہے۔

(خطبہ جمعہ 10/ دسمبر 2004ء)

تبرکات حضرت میر محمد اسحاق

ختم نبوت (قسط 3)

اب دیکھو کہ کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے بغیر نبی ثابت نہیں ہوسکتا۔ ہم آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت سے انسانوں کو بلاتکلف نبی مان رہے ہیں لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن نہ آیا ہوتا تو کیا ہم ان کو نبی کہہ سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ وغیرہ انبیاء کی طرف جو کتابیں منسوب کی جاتی ہیں ان کو پڑھ کر ہم انہیں نبی مان سکتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ نبی ہیں اس لئے ہم انہیں نبی مانتے ہیں۔ پس صاف طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ کوئی نبی نبی نہیں مانا جاسکتا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہ کریں۔ پس خَاتَمَ النَّبِیّٖن کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی نبی ثابت نہیں ہوسکتا مگر وہی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق کریں۔

اب دیکھئے یہ معنی اپنی جگہ پر چسپاں ہوتے ہیں یا نہیں۔ اعتراض یہ پڑتا تھا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) باپ نہیں رہا۔ اس لئے کہ اس کی نبوت باطل ہوگئی۔ فرمایا رَّسُوۡلَ اللّٰہِ۔ یہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اس سے آپؐ کی رسالت کا اثبات کیا اور آگے فرمایا اور یہ تو خَاتَمَ النَّبِیّٖن ہے یعنی اس کی رسالت کا یہ ثبوت ہے کہ کسی ایک نبی کی بھی رسالت کا کوئی ثبوت نہیں ہے جب تک یہ نہ کہہ دے کہ فلاں نبی ہے۔ یہ معنی کس عمدگی کے ساتھ یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔

غور کیجئے کیا کوئی انسان کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو نبی نہیں کہا میں اس کو نبی ماننے کے لئے تیار ہوں۔ ہرگز نہیں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ قریب ہی کے نبی حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ کیا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نبوت کی تصدیق نہ کرتے تو وہ نبی مانے جاسکتے تھے۔؟ ہرگز نہیں۔

تو اس آیت میں خداتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا اعلیٰ درجہ بیان فرمایا ہے۔

مخالفین پر حجت

ان معنوں کو جو لوگ تسلیم نہیں کرتے وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں راستباز نہیں۔ اور دوسرے وہ جو آپ کو مجدد تو مانتے ہیں مگر اس آیت کے معنی وہی کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا کہنے والے کرتے ہیں۔ اس لئے میں ان معنوں کی تصدیق میں دو قول پیش کروں گا۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرا حضرت مرزا صاحب کا تا کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو سچا ماننے والے ہیں ان پر آپ کا قول حجت ہو اور جو نہیں مانتے ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حجت ہو۔

خاتم النبیین کے معنی آنحضرتؐ نے کیا سمجھے

دیکھئے اگر اس آیت کے یہ معنی کئے جائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے بند ہوگئے ہیں تو یہ ضروری اور لازمی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا علم ہو۔ لیکن احادیث سے ثابت ہے کہ آپ یہ نہ سمجھتے تھے کہ میں نبوت کے دروازہ کو قفل لگانے آیا ہوں۔ 4ھ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور بقول ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد نبی آنے بند ہو گئے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ تم نبیوں کو بند کرنے والے ہو۔ اب چاہئے تھا کہ آپؐ اس کے بعد کوئی ایسا اشارہ یا لفظ نہ فرماتے جس سے یہ نکلتا کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے۔ لیکن ثابت اس کے برخلاف ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے جو آنحضرتؐ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابراہیم رکھا گیا ستر دن کے بعد فوت ہوگیا۔ (سیرۃ النبیؐ از شبلی نعمانی تخریج شدہ ایڈیشن حصہ دوم ص717) تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا اور فرمایا۔ لَوۡعَاشَ لَکَانَ صِدِّیۡقًا نَبِیًّا (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز) کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ لیکن اگر آپ سمجھتے کہ میرے بعد نبی ہونا بند ہو گئے ہیں تو پھر یہ کبھی نہ کہتے بلکہ یوں فرماتے کہ باوجود اس کے کہ ابراہیم معصوم تھا اور میرا لختِ جگر تھا اور اس کی بڑی شان تھی۔ لیکن اگر زندہ رہتا تو بھی نبی نہ ہوتا کیونکہ اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ مگر آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ اگر نبی ہونا بند ہو گیا تھا تو کیا نعوذ باللہ آپؐ نے جھوٹ کہا۔ مگر نہیں آپؐ کی شان اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ آپؐ نے بالکل سچ کہا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کے متعلق درصورتِ زندگی امکانِ نبوت بتاکر ثابت کردیا کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

لفظ لَوۡ کی بحث

اس حدیث کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں لَوۡ کا لفظ ہے اور یہ ناممکن بات کے لئے آیا کرتا ہے۔ مگر یہ کہنا عربی زبان سے محض ناواقف ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ عربی میں لَوۡ پہلے جملہ کے ناممکن ہونے کے لئے آیا کرتا ہے جیسے خداتعالیٰ فرماتا ہے لَوۡکَانَ فِیۡہِمَاۤ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:23) کہ اگر دو خدا ہوتے اللہ کے سوا تو ضرور فساد ہو جاتا۔ اب یہ ناممکن ہے کہ ایک سے زیادہ خدا ہوں۔ ہاں یہ ممکن ہی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ دو خداؤں کے ہونے کی صورت میں فساد ہو جائے۔ اسی طرح اس حدیث میں پہلا جملہ یہ ہے اگر ''ابراہیم زندہ رہتا'' یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ وفات پا چکا تھا اور دوسرا جملہ یہ ہے ''تو ضرور نبی ہوتا'' یہ ممکن ہے اور ضرور وہ نبی ہوتا اگر زندہ رہتا۔ تو ہمارا استدلال پہلے جملہ سے نہیں بلکہ دوسرے سے ہے اور دوسرا ناممکن نہیں بلکہ واجب ہے۔

پس اس سے معلوم ہوگیا کہ ابراہیم کے نبی ہونے میں اس کی موت روک ہوگئی نہ کہ آیت خاتم النبیین۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک سکول ہے اس میں تعلیم پانے والا لڑکا بیمار ہوگیا۔ اس کے بیمار ہونے کی حالت میں گورنمنٹ اس سکول کو بند کر دیتی ہے اور وہ لڑکا مر جاتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر فلاں لڑکا زندہ رہتا تو اس سکول میں پڑھتا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جب سکول ہی بند ہوگیا تو وہ کہاں پڑھ سکتا تھا۔ اسی طرح اگر آیت خاتم النبیین نبی بننے میں ایسی روک تھی جو کبھی ہٹ نہیں سکتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ فرض کرو کہ اگر ابراہیم زندہ ہی رہتا۔ تو پھر کیا بنتا۔ کیا وہ نبی نہ ہوتا۔ تو نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کہا۔ لیکن یہ بات ہی غلط ہے کہ آیت خاتم النبیین کسی کے نبی بننے میں روک ہے۔

پس وہ لوگ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہیں ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول حجت ہے۔ انہیں غور کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے متعلق کیسا صاف فیصلہ فرما دیا ہے۔

خاتم النبیین کے معنی حضرت مرزا صاحب کے نزدیک

باقی رہے وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو راستباز تو مانتے ہیں لیکن اس آیت کے وہی معنی کرتے ہیں جو آپ کو جھوٹا کہنے والے کرتے ہیں۔ ان کے سامنے میں حضرت مرزا صاحب کا یہ حوالہ رکھتا ہوں۔ آپؑ خطبہ الہامیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''وَ اَنَا خَاتَمُ الۡاَوۡلِیَاءِ۔ لَاوَلِیَّ بَعۡدِیۡ اِلَّا الَّذِیۡ ھُوَ مِنِّیۡ وَ عَلٰی عَھۡدِیۡ (خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 10) (یعنی) میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا''۔

مرسلہ: غلام مصباح بلوچ

تعارف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بنگلہ دیش کے تین صحابہ کا تذکرہ

بنگلہ دیش ان خوش نصیب ممالک میں سے ایک ہے جہاں احمدیت کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہوگیا تھا اور آج احمدیت کی ایک مضبوط شاخ اس ملک میں موجود ہے۔ اس مضمون میں بنگلہ دیش کے ابتدائی احمدیوں میں سے تین بزرگان کا تذکرہ کیا جارہا ہے، اتفاق سے یہ تینوں احمدی بزرگ ملازمت کے سلسلے میں برطانوی ہندوستان کے علاقہ برما (موجودہ میانمار) میں تھے جہاں احمدیت کا تعارف ہوا اور پھر اس کو قبول کرنے کی توفیق ملی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برما میں تبلیغ احمدیت کے حوالے سے حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ آف ہجکہ ضلع سرگودھا (وفات: 1926ء) کو خاص خدمت کی توفیق ملی بلکہ آپ کے بارے میں لکھا ہے: ’’برہما میں احمدیت کا بیج بونے والے یہی صاحب تھے۔‘‘ (الفضل 3/دسمبر 1926ء صفحہ 7) بنگلہ دیش کے ان تین اصحاب میں سے ایک نے آپ کا ذکر بھی کیا ہے کہ آپ کے ذریعے حلقہ احمدیت میں داخل ہوا۔ بہر کیف ان تینوں اصحاب کا مختصر احوال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت مولوی رئیس الدین صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت مولوی رئیس الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن ناگر گاؤں ضلع میمن سنگھ نہایت مخلص احمدی تھے۔ آپ نے 1921ء میں وفات پائی، آپ کی وفات پر بنگلہ دیش کے مخلص بزرگ محترم چودھری ابو الہاشم خان صاحب (بیعت: 1914ء۔ وفات: 17/جون 1946ء) نے لکھا:

’’مولوی رئیس الدین صاحب ساکن ناگر گاؤں ضلع میمن سنگھ رحلت فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون..... مرحوم احمدی سلسلہ کے اولیاء اللہ میں سے تھے۔ حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اپنے احمدی ہونے کا واقعہ جو مرحوم نے مجھے سنایا تھا، مختصراً یوں ہے کہ آپ برہما کے ایک گاؤں میں پوسٹ ماسٹر تھے اور اس گاؤں کی مسجد کے متولی بھی۔ اتفاقاً دو پنجابی سپاہی احمدی اس مسجد میں نماز کے لیے پہنچ گئے۔ بعد نماز ان احمدی سپاہیوں نے امام مسجد اور متولی یعنی مرحوم مولوی رئیس الدین صاحب کو تبلیغ شروع کی۔ متولی صاحب کو غصہ آیا اور احمدی سپاہیوں کو دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا۔ دوسرے روز دونوں احمدی سپاہی متولی صاحب کے پاس پہنچے اور بڑے ادب سے عرض کیا کہ جناب نے کل ہم کو بغیر ہماری بات سنے مسجد سے نکال دیا، ذرہ یہ چند رسالے تو ملاحظہ فرمائیں۔ متولی صاحب اور امام مسجد جو ایک وہابی مولوی تھے، دونوں نے جب وہ رسالے دیکھے تو دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ متولی صاحب مولوی صاحب مذکور سے دلائل اور حوالجات کے متعلق پوچھتے جاتے تھے اور مولوی صاحب ان کی صحت کا اقرار کرتے جاتے تھے۔ اس پر شوق بڑھا پھر اور کتابیں منگائیں اور مولوی صاحب کی مدد سے ملاحظہ کرتے رہے۔ آخر مولوی صاحب تو کہیں بھاگ گئے مگر متولی صاحب یعنی مرحوم مولوی رئیس الدین لبیک کناں دربار مسیح موعودؑ میں قادیان حاضر ہوگئے اور پندرہ دن قیام کر کے اور حضور مسیح موعود کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کر کے واپس وطن پہنچے اور ایک زمانہ تنہا اور خاموش رہے کہ اچانک مولانا سید عبد الواحد صاحب نے برہمن بڑیہ میں کھڑے ہوکر بشارت مسیح موعود کی صدا بلند کی۔ ملک میں ایک شور پڑ گیا۔ مرحوم مولوی رئیس الدین نے بھی تبلیغ شروع کی اور خدا کے فضل سے اپنے گاؤں اور اس کے نواح میں ایک اچھی جماعت قائم کر لی۔

ان واقعات میں خدا کی قدرت کا ایک عجیب نظارہ ہے کہ کس طرح دور دراز ملک کے ایک گاؤں میں خدا تعالیٰ نے ایک سعید روح کو اپنے پیارے مامور کے قدموں میں پہنچایا، پھر بہادر احمدی سپاہیوں کی طرز تبلیغ بھی قابل ملاحظہ ہے جو آخر اپنا رنگ دکھلا کر رہی....‘‘

(الفضل 10/اکتوبر 1921ء صفحہ 6 کالم 3)

حضرت بابو نور الدین صاحب

حضرت بابو نور الدین صاحبؓ کا تعلق بھی ضلع میمن سنگھ (Mymensingh) سے تھا۔ آپ برما کے شہر مگوے (Magway) میں پوسٹ ماسٹر تھے جہاں حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ آف ہجکہ کے ذریعے احمدیت کی حقیقت کا علم ہوا جو قبولیت پر منتج ہوا، آپ خود اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

’’السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد از عجز و انکسار بے پایاں عرض پرداز ہوں کہ میں ملک بنگالہ ضلع میمن سنگھ کا رہنے والا ہوں اور اس وقت ضلع مگوے ملک برہما میں پوسٹ ماسٹر ہوں۔ افسوس کہ بہ سبب دوری کے مدت دراز کے بعد امام اقدس کی پہچان کی توفیق ملی، افسوس پر افسوس یہ ہے کہ سابقین میں داخل نہ ہوسکا تس پر بھی ہزار ہزار شکر پروردگار عالم کا بجالاتا ہوں کہ اب بھی اُس نے اپنے فضل اور کرم سے مجھے بے نصیب نہ چھوڑا اور امام برحق کی پہچان کی ہدایت کی اور گروہ ناہنجار سے نکال کر کنار عافیت میں لایا۔ اور کنار عافیت پر پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی اخبار اہل حدیث جو کہ مولوی محمد عثمان صاحب حال وارد مگوے کے پاس آتی ہے، مجھے دیکھنے کو ملی، اس میں جس قدر گندے مضمون مخالفت کے پڑھے تو دل میں یہ خیال آیا کہ اس کا جواب بھی دیکھا جائے، تس پر حوالدار نور الدین ملازم ملٹری پولیس سے الحکم لے کر مقابلہ کیا اور ہر وقت یہی شغل رکھا اور بہت سے پرانے الحکم اور چند کتابیں نور الدین مذکور سے ملیں۔ اس کوشش میں خدا کے فضل سے جھوٹے کا منہ کالا نظر آ گیا اور امام برحق کا حق پر ہونا ثابت ہوگیا، اس واسطے مدعا نگار ہوں کہ از راہ کرم اس عاجز کو بھی سلک خدام میں جگہ دے کر سرفراز فرماویں کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔‘‘

(بدر 25/جولائی 1907ء صفحہ 3 کالم 3)

حضرت احمد کبیر نور محمد احمدی صاحب

حضرت احمد کبیر نور محمد احمدی صاحب بھی بنگلہ دیش کے ابتدائی مخلصین میں سے ایک تھے۔ آپ بھی پوسٹ آفس میں ملازم تھے اور ملازمت کے حوالے سے بنگلہ دیش اور برما دونوں علاقوں کے ساتھ آپ کا ذکر ملتا ہے۔ قبول احمدیت کے بعد اس کی تبلیغ میں کوشاں رہے، ایک مرتبہ آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں درج ذیل عریضہ بھجوایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ و السلام مد فیضہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

التجا یہ ہے کہ گذشتہ 13/رمضان المبارک یعنی 22/اکتوبر بمقام کرشن کانت باڑھ موضع بندر تھانہ انوارا ضلع چاٹگام (پورب بینگال) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے مسئلہ پر ایک جلسہ بحث کا قرار پایا تھا۔ حضور فیض گنجور کی جانب سے یہ عاجز مباحث تھا، فریق ثانی کی طرف سے مباحث مولوی اشرف علی مدرس مدرسہ محسنیہ چاٹگام مقرر ہوا تھا جہاں مولوی معین الدین و مولوی منور علی، مولوی افاض اللہ، مولوی عبد السبحان، مولوی تراب الدین، مولوی نور الدین، مولوی خادم علی، مولوی احسن اللہ، مولوی ولی احمد مولوی افاض اللہ ثانی حاضر تھے۔ علاوہ اس کے قریبًا پانچ ہزار آدمیوں کے جمع تھے۔ اخیر بحث میں فریق ثانی شرمندہ ہوئے یعنی مسیح ناصری کے بجسدہ عنصری آسمان پر جانے کی سچی کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ بعد ازاں ان مولویوں نے اس عاجز کے نام پر تکفیر فتویٰ لکھ کر کئی سو مولویوں کی مہر کروا کر جگہ جگہ منادی کر دی ہے کہ عاجز کافر و مرتد و ملحد و دجّال ہے۔

یا حضرت عاجز کے لیے دعا فرماویں آج کے روز خاص چاٹگام پر ایک بحث کا جلسہ قرار پایا ہے۔ عاجز بحث کے واسطے جاتا ہے حضور کے دعاوی کے اثبات پر۔ دعا فرماویں۔

حضور کا خادم

احمد کبیر نور محمد احمدی مقام بٹلی پوسٹ آفس انوار ضلع چاٹگام

(بدر 5/دسمبر 1907ء صفحہ 10 کالم 2)

اسی طرح اخبار الحکم 30/نومبر 1907ء صفحہ 9 پر آپ کی ایک فارسی نظم بھی چھپی ہوئی ہے جس کے 21 اشعار ہیں، اس نظم کے ساتھ آپ کا ایڈریس 138 Montgomery St.Rangoon لکھا ہے۔ نظم کے چند اشعار اور ان کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:

ابتدا سازم بنام پاک رب العالمین
مبتلا ماند زبان در وصف ختم المرسلین
حبذا طالع بدنیا یافتم دارالامان
ہاتف غیبی دہد مژدہ جنان القادیان
مہدی دین محمد جلوہ فرما بر زمین
نوبتے آمد کہ از حالات عتق المسلمین
دولت دارین برما شد عیاں از مستتر
مدتے دیریں پسے از پیش گوئی معتبر
یا الٰہی دہ مرا توفیق قبل انہدام
پاک کن چشمم بدیدار مشرف و السلام

ترجمہ:

ابتدا کرتا ہوں رب العالمین کے پاک نام کے ساتھ۔ زبان ختم المرسلین کے وصف میں مشغول ہے۔

کیا ہی خوش قسمت ہوں کہ دنیا میں ہی دار الامان مجھے حاصل ہوگیا ہے اور ہاتف غیبی جنتِ قادیان کی بشارت دے رہا ہے۔

دینِ محمد کا مہدی زمین پر جلوہ فرما ہوگیا ہے اور مسلمانوں کی مصائب حالات سے رہائی کی گھڑی آ گئی ہے۔

دونوں جہاں کی دولت غیب سے ہم پر عیاں ہوگئی ہے، دیر کے بعد معتبر پیشگوئی کے مطابق ایسا ہوا ہے۔

اے میرے خدا! مرنے سے قبل مجھے توفیق دے، میری آنکھ کو بلند مرتبہ دیدار سے پاک کر دے۔

رپورٹ: محمد اظہار احمد راجہ

پہلی تقریب تقسیم اسناد

جامعۃ المبشرین برکینا فاسو

الحمد للہ، محض اللہ تعالیٰ کے غیرمعمولی فضل سے 29 نومبر 2020 کا دن جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی تاریخ میں بالخصوص اور تاریخ احمدیت افریقہ اور عالمگیر میں بالعموم ایک خاص اہمیت کے حامل دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ اس روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ہاتھ سے لگایا ہوا پودا جو کہ آج دنیا کے مختلف ممالک میں جامعہ احمدیہ کی شکل میں قائم اور مستحکم ہے کی ایک نئی اور کم سن شاخ یعنی جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کی پہلی کلاس فارغ التحصیل ہوئی۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی غیرمعمولی شفقت اور راہنمائی سے اس جامعہ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ فرنچ ممالک اور فرنچ قوموں کے لئے یہ پہلا اور واحد جامعہ ہے۔

مختصر تاریخ

سال 05-2004 میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افریقہ میں ''انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ'' کے قیام کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی۔ اس کمیٹی کے اراکین کا اجلاس نائیجیریا میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ''جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل'' کے قیام کے ساتھ ساتھ فرنچ ممالک کے لئے ایک الگ ''جامعۃ المبشرین'' کے قیام کے متعلق بھی تجویز سامنے آئی۔ جسے الگ نوٹ کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بطور راہنمائی ارسال کر دیا گیا۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل کے غانا میں قیام کے بعد کمیٹی کی تجویز کے مطابق سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ''فرنچ جامعۃ المبشرین'' کی منظوری عطا فرمائی۔ اور اس کے قیام کے لئے مغربی افریقہ کے ملک برکینا فاسو کا انتخاب فرمایا۔

برکینا فاسو میں جامعہ احمدیہ کے قیام کے حوالے سے ملک کے مختلف مقامات اور شہروں کا جائزہ لیا جاتا رہا۔ بالآخر حضور انور کے ارشاد کے مطابق ''بستان مہدی'' میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔

بستان مہدی

جماعت احمدیہ برکینا فاسو پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال میں سے ایک فضل ''بستان مہدی'' کی صورت میں بھی ہے۔ چالیس ایکڑ رقبہ پر مشتمل یہ خوبصورت قطعہ زمین دارالحکومت اواگادوگو میں غانا سے آنے والی روڈ پر واقع ہے۔ اسی روڈ سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2004 میں غانا سے برکینا فاسو تشریف لائے تھے۔

برکینا فاسو کے امیر و مشنری انچارج مکرم و محترم محمود ناصر ثاقب صاحب کی خاص کوششوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بے پایاں شفقت اور دعاؤں سے اکتوبر 2017 میں اس جامعہ کا آغاز بستان مہدی میں ہو گیا۔ ابتدا میں صرف تین کمرے تعمیر کر کے جامعہ کا آغاز کر دیا گیا۔ الحمد للہ پہلے سال ہی جامعۃ المبشرین برکینا فاسو میں چار فرنچ ممالک کی نمائندگی ہوگئی اور پہلی کلاس میں چوبیس طلبہ داخل ہوئے۔ یہی پہلی کلاس اب اپنا تین سالہ کورس ختم کر کے فارغ التحصیل ہوچکی ہے۔ فارغ ہونے والے مبلغین کی کل تعداد سولہ ہے جن کا تعلق برکینا فاسو، نائیجر، بینن اور مالی سے ہے۔

تقریب کی تیاری

جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کے نئے سال کا آغاز ستمبر کے پہلے ہفتے سے ہوتا ہے جبکہ سال کا اختتام جون میں ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کلاس نے جون 2020 میں فارغ ہونا تھا۔ لیکن موجودہ عالمی وبا کی وجہ سے امتحانات دیر سے ہوئے اور یہ کلاس جون میں فارغ ہونے کے بجائے نومبر کے اختتام پر جامعہ سے فارغ ہوئی۔

اس پہلی تقریب تقسیم اسناد کے لئے طلبہ جامعہ اور اساتذہ میں بہت جوش خروش پایا جاتا تھا۔ جب تقریب کے لئے حتمی تاریخ مقرر ہوئی تو تیاری کے لئے زیادہ وقت نہیں تھا۔ پہلی تقریب ہونے کی وجہ سے اپنی کمزوریوں پر بھی نظر تھی۔ چنانچہ دعاؤں اور صدقات سے اپنی طاقت کے مطابق تیاری شروع کی گئی۔ خاص طور پر سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جاتی رہی۔ محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی بدولت ہر کام برکت اور احسن رنگ میں انجام پایا۔

تقریب کے انعقاد کے لئے بستان مہدی میں موجود جلسہ گاہ کے ایک حصہ کو منتخب کیا گیا تھا۔ محدود وسائل کے ساتھ جامعہ کے وسیع احاطہ کو مختلف رنگین جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ جھنڈیوں، چونے اور اسٹکرز، جن پر سفید اور کالا رنگ کیا گیا تھا، کی مدد سے خوبصورت راہداری بنائی گئی۔ احاطے میں موجود درختوں کے تنوں کو سفید اور سیاہ رنگ کر کے غریب دلہن کی طرح سجایا گیا۔ ایک بڑا داخلی دروازہ بنایا گیا جس پر پانچ میٹر لمبا بڑا اور نمایاں ویلکم بینر لگایا گیا۔ اس بینر پر جامعہ احمدیہ کے خوبصورت (logo) کے ساتھ انگلش، عربی، اردو اور فرنچ کے علاوہ دس مختلف افریقی زبانوں میں خوش آمدید کے الفاظ نمایاں درج تھے۔ اسی طرح ایک نمایاں جگہ پر جامعہ میں زیر تعلیم چھ ممالک کے طلباء کی مناسبت سے ان ملکوں کے پرچم بھی عزت و احترام کے ساتھ سر بلند تھے۔

29 نومبر 2020 کی صبح ہی تقریب میں شرکت کے لئے مہمانان گرامی تشریف لانا شروع ہو گئے تھے۔ دس بجے امیر و مشنری انچارج برکینا فاسو مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب تشریف لائے۔ بستان مہدی میں جامعہ کے داخلہ دروازے پر مکرم پرنسپل جامعۃ المبشرین اور طلبہ نے آپ کا استقبال کیا۔ بعد ازاں آپ دفتر تشریف لے آئے اور ایک میٹنگ میں شرکت کی۔

مہمان خصوصی کا استقبال کرنے اور ان کو تقریب کے مقام تک لانے کے لئے دس طلباء کا ایک گروپ ایک استاد کی راہنمائی میں اسکارٹ کے لیے بالکل تیار حاضر تھا۔ یہ گروپ مہمان خصوصی مکرم امیر صاحب برکینا فاسو کو نعرہ ہائے تکبیر اور خوبصورت افریقی ترنم کے ساتھ بلند آواز میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے مقام تقریب تک لے کر آیا۔

پروگرام کے مطابق تقریب کا آغاز پونے بارہ بجے ہوا۔ عزیزم شریف Tshitenge صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور فرنچ ترجمہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ عزیزم Sore قاسم صاحب اور عزیزم ناصر Marcel صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو منظوم کلام ''محمود کی آمین'' سے چند

اشعار نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیے۔ جسے تمام حاضرین نے بہت پسند کیا۔ ان اشعار کا فرنچ ترجمہ عزیزم Waro یحیٰی صاحب نے پیش کیا۔

خاص طور پر اس بابرکت تقریب کے لیے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنا خصوصی پیغام عنایت کرنے کی درخواست کی گئی۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور ایک نہایت قیمتی اور ہم سب کے لئے مشعل راہ کی حیثیت کا حامل پیغام انگریزی زبان میں عطا فرمایا۔ اس پیغام کو پیش کرنے کی سعادت مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کو حاصل ہوئی۔ آپ نے پیغام کا فرنچ ترجمہ پیش کیا جو خاص طور پر تقریب سے پہلے تیار کرلیا گیا تھا۔ حاضرین نے مکمل توجہ سے اس پیغام کے لفظ لفظ کو سنا یہ اس تقریب کے سب سے خوبصورت لمحات تھے۔

بعد ازاں جامعہ کے استاذ مکرم حافظ آدم Nimi صاحب نے جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کی مختصر تاریخ اور تعارف پیش کیا۔

پھر تیسرے سال کے ایک طالب علم عزیزم ناصر Gomina صاحب نے طلبہ جامعہ کی نمائندگی میں فارغ التحصیل ہونے والی کلاس کے لیے ایک یادگاری سپاس نامہ پیش کیا۔ اس کے جواب میں فارغ ہونے والے مبلغین کے ایک نمائندہ عزیزم Kone محمد صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ طلبہ کی ان دونوں انٹریز سے حاضرین نے خوب لطف اٹھایا۔

اس کے بعد عزیزم ابوبکر صدیق اور عزیزم Tchitou آدے والی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ ''بشریٰ لکم یا معشر الاخوان'' مسحور کن آواز میں پیش کیا جسے تمام حاضرین نے بہت سراہا۔ قصیدہ کا فرنچ ترجمہ عزیزم Lama بشیر صاحب نے پیش کیا۔

سالانہ رپورٹ

ناظم امتحانات مکرم حافظ محمد بلال طارق استاذ جامعۃ المبشرین برکینا فاسو نے سالانہ تعلیمی رپورٹ پیش کی۔ آپ نے جامعہ کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے طلبہ کی ڈیلی روٹین اور تدریسی پروگرام کا بتایا۔ دوران سال مجلس علمی کے تحت گیارہ علمی مقابلہ جات، العاب کمیٹی کے تحت انیس ورزشی مقابلہ جات اور مجلس ارشاد کے تحت پانچ پروگرام منعقد کئے گئے۔ ہفتہ وار وقارعمل کے علاوہ طلبہ جامعہ نیشنل جلسہ سالانہ برکینا فاسو اور ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کے موقع پر بھرپور وقار عمل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ سالانہ چھٹیوں میں وقف عارضی پر جانا جامعہ کے پروگرام کا اہم حصہ ہے۔ اس سال اڑتالیس طلبہ اور تین اساتذہ نے پندرہ روزہ وقف عارضی کی جس سے برکینا کے پانچ ریجنز کی اکاون جماعتوں کے 585 انصار 1430خدام، 1895لجنہ اور 1952اطفال اور ناصرات نے فائدہ اٹھایا۔ دوران وقف عارضی 59 بیعتیں حاصل ہوئیں۔

رپورٹ کے اختتام پر مکرم امیر صاحب برکینا فاسو سے علمی مقابلہ جات اور کلاس میں پوزیشن لینے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کرنے کی درخواست کی گئی۔ آخر پر فارغ التحصیل ہونے والی کلاس کے مبلغین میں فرنچ قرآن مجید کا ترجمہ پیش کیا۔ اس کے ساتھ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام بڑے صفحے پر پرنٹ کر کے لیمینیشن کروا کر ہر مبلغ کو دیا گیا۔

جامعۃ المبشرین کا لوگو LOGO

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جامعہ کے لئے لوگو Logo کی منظوری عطا کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جامعہ کے لئے ایک خوبصورت لوگو منظور فرمایا۔ اس تقریب میں جامعہ کے لوگو کی نمائش کی گئی۔

مہمان خصوصی کی تقریر

مہمان خصوصی مکرم امیر جماعت برکینا فاسو نے اپنی تقریر میں جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کے قیام اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کو ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے ہر حال میں نظام جماعت اور خلافت کے مطیع اور فرمانبردار بنے رہنے کی نصیحت کی۔ دعا سے قبل مکرم و محترم چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین برکینا فاسو نے کلمات تشکر ادا کیے۔ پھر مہمان خصوصی نے اختتامی دعا کروائی۔

فارغ التحصیل ہونے والے طلباء اور سٹاف نے مہمان خصوصی کے ساتھ گروپ فوٹوز بنوائے۔ نماز ظہر وعصر کے بعد جامعہ کی طرف سے تمام مہمانان کرام کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

الحمد للہ یہ پہلی تقریب تقسیم اسناد محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور انور کی دعاؤں کے فیض سے ہر لحاظ سے بہت بابرکت اور کامیاب ثابت ہوئی۔ اس تقریب میں ممبران نیشنل مجلس عاملہ، مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ، برکینا فاسو میں خدمت کی توفیق پانے والے مبلغین کرام، فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کے والدین وعزیز و اقارب کے علاوہ دیگر معزز احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد شامل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جامعہ کو خلافت احمدیہ کے مخلص، سچے اور فدائی خادم دین پیدا کرنے کے قابل بنائے جو یہاں سے تعلیم اور تربیت حاصل کر کے حقیقی ناصر دین ثابت ہوں۔ آمین۔

پیغام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

میرے پیارے فارغ التحصیل (طلباء) جامعہ احمدیہ برکینا فاسو

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ لوگوں کو جامعہ احمدیہ برکینا فاسو سے فارغ التحصیل ہونے والی پہلی کلاس کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ یقیناً یہ آپ کے لیے قابل فخر بات ہے لیکن آپ کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ اب آپ کے ذمہ یہ زائد ذمہ داری بھی ہے کہ آپ کو مستقبل میں اس ادارہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء جو کہ آپ کے بعد آنے والے ہیں، کے لیے ایک نمونہ بننا ہے۔

آپ لوگوں کو یہ خاص اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ اس جامعہ سے فارغ التحصیل ہو رہے ہیں کہ جو خصوصاً فرنچ بولنے والی اقوام کے لیے بنا ہے۔ یہ بات نہ صرف فرنچ زبان بولنے والے ممالک کے لیے بلکہ عالم احمدیت کے ہر فرد کے لیے باعث فخر ہوگی۔

آپ سب نے خود اپنی مرضی سے، خلافت راشدہ، جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد خدا تعالیٰ کے وعدہ اور حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق دنیا میں حقیقی اسلام کے احیاء کے لیے دوبارہ قائم ہوئی ہے، کے معاون و مددگار بننے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔

اس لیے آج سے آپ کی زندگیوں میں ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سعادت عطا فرمائی ہے کہ آپ اپنے دین کی خدمت کریں اور اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ دنیا میں موجود تمام لوگوں کو حق کی طرف لانے کے لیے کوشش کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے اپنی زندگیاں خدا کے لیے وقف کی ہیں اور اسلام کی سچی اور پر امن تعلیمات کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا آپ کا مشن ہے۔ آپ کو اپنا یہ مشن ہر وقت نظروں کے سامنے رکھنا چاہیے اور ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ کیا میں اس اہم کام کو سرانجام دے رہا ہوں؟

یہ جو آپ سب نے اپنی ساری زندگی اسلام کی حقیقی اور پر امن تعلیمات کے پھیلانے کے لیے وقف کرنے کا عہد کیا ہے یہ کوئی معمولی عہد نہیں ہے۔ گزشتہ چار سال قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اب آپ کو عہد نبھانے کی اہمیت کے متعلق بخوبی علم ہے اس لیے یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور آپ سے اس عہد وقف زندگی کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

ذاتی طور پر آپ سب کو علم سیکھنے اور اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ حصول علم کا کام تمام زندگی جاری رہنا چاہیے۔ آپ کو احباب جماعت کے علم کے معیار بلند کرنے اور ان کو تعلیم دینے میں بھی

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

لازمی مشغول رہنا چاہیے۔ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بلند کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی خوبصورت اور پر امن تعلیمات کی تبلیغ بھی تمام لوگوں تک پہنچائیں۔

اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ آپ ایک مضبوط اور ہمیشہ قائم رہنے والا تعلق خداتعالیٰ سے پیدا کریں۔اگر آپ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق قائم نہیں ہے تو نہ ہی آپ اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو نبھاسکیں گے اور نہ ہی دوسروں کو خدا کے قریب لانے والے اپنے فرائض کو ادا کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔

آپ کو قرآن کریم کے گہرے مضامین پر غور و خوض کرنا چاہیے اور اس کی تفسیر باقاعدگی سے پڑھنی چاہئے۔آپ روزانہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ جاری رکھیں جو کہ قرآن کریم کی بہترین تفسیر ہے۔اگر آپ کے پاس قرآن کا حقیقی علم ہے تو ہی آپ اسلام کے خلاف ہونے والے اعتراضات کا جواب دینے کے قابل ہوسکیں گے۔آپ کو اسلام کی محبت ،رحم دلی اور ہمدردی سے بھر پور تعلیمات کو عقلی طور پر اعتماد کے ساتھ پیش کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔

بطور مشنریز آپ خلیفۃ المسیح کے نمائندہ ہیں اس لیے یہ آپ کا فرض ہے کہ خلیفہ کی آواز کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں اور آپ اس پیغام کو کامیابی کے ساتھ صرف اس وقت ہی آگے پہنچاسکیں گے کہ جب اولاً آپ خود یہ غور سے سنیں گے کہ وہ کیا فرمارہے ہیں اور ان کی ہدایات کو اپنی زندگیوں میں لاگو کریں گے۔صرف اس صورت میں ہی آپ خلیفہ کے حقیقی نمائندہ کے طور پر عمل کر سکنے کے لیے تیار ہوسکیں گے۔

الحمدللہ ، گزشتہ چند سالوں کے وہ نوجوان مبلغین جن کو دنیا کے مختلف جامعات سے فارغ التحصیل ہونے کی خوش قسمتی حاصل ہوئی ہے ،میرے لیے اطمینان کا ایک بڑا ذریعہ ثابت ہوئے ہیں اور میرے معاون و مددگار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ان سب کو اس طرح کام کرتے دیکھنا میرے لیے خوشی کا باعث ہے۔میں امید کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ یہ فارغ التحصیل ہونے والی کلاس اور اس کے بعد آنے والی تمام کلاسیں ایک بہترین نمونہ قائم کریں اور اپنے سے پہلوں کے قائم کیے ہوئے معیاروں کو اونچا کرتے چلے جائیں۔

اللہ آپ سب کو برکات سے نوازے۔

آپ کا مخلص

(دستخط)مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بے شمار برکتوں، قدرتوں اور حسن والا سچا خدا

’’اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے۔جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے ۔نہ اس کے خلق سے ۔اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا۔جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے۔اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا،احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔‘‘

(نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد 19ص363)

طلوع وغروب آفتاب

24دسمبر 2020ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:34	17:45
مدینہ منورہ	05:39	17:40
قادیان	05:59	17:30
ربوہ	05:38	17:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:37	15:59

رپورٹ: ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (تنزانیہ)

عروشا ریجن میں عطیہ خون

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’جماعت میں خدمتِ خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر اور غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمتِ خلق کے کام کو سرانجام دے‘‘

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 17/ اکتوبر 2003ء)

اسی خدمت خلق کے جذبہ اور ملک و قوم کی خدمت کے تحت جماعت احمدیہ عروشا ریجن نے گورنمنٹ کے عطیہ خون میں شرکت کی اور عروشا شہر کے خدام نے اس مہم میں حصہ لیا۔اس مہم کا اہم مقصد عورتوں اور بچوں کے لیے خون کے عطیات اکٹھا کرنا تھا۔اس مہم کے لیے لوکل گورنمنٹ نے مساجد اور چرچ میں اعلانات بھی کروائے۔

گورنمنٹ کی اطاعت کرتے ہوئے احبابِ جماعت نے شرکت کی اور سات خدام نے اس مہم میں حصہ لیا۔الحمدللہ

ہماری دعا ہے کہ مولا کریم ان خدام کی یہ نیک مساعی قبول فرمائے اور اس کے بڑے باثمر نتائج نکالے آمین۔

☆...☆...☆